Vol.6 No.4 2023

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

اردو ادب میں مقدمہ نگاری کے عمومی مباحث کا تنقیدی جائزہ

A Critical review of the general discussion of Vanguard in Urdu literature

ڈاکٹر عرفان منظور

پی ایچ۔ڈی اردو

ڈاکٹر محفوظ احمد

پی ایچ۔ڈی اردو

ڈاکٹر نذیر احمد

پی ایچ۔ڈی اردو

ڈاکٹر زینت النساء

پی ایچ۔ڈی اردو

Abstract

Muqaddma is an Arabic term which came into Urdu with the help of Arabic language. In the beginning of the book, the introduction written briefly about the book before the original text is called Muqaddma. In English it is called vanguard. The first vanguard in Urdu literature was written by Maulana Hali on his book Masdus e Hali. The vanguard is written by eithr writer itself or by anyone. First Systematic vanguard is written by Maulvi Abdul Haq in Urdu literature. The vanguard is used to mark all the merits of the book. Vanguard writing is of primary importance in the editing. Maulvi Abdul Haq played a great role in bringing the case to the peak. Ehsan Danish Jameel with Maulvi Abdul Haq. Writers like Uddin Ali Tabish Dehlvi, Dr. Anwar Sadid, Prof. Sahar Ansari, and Dr. Salim Akhtar played an active role.

Key words: Vanguard, Forework, flap, description of books and its writer, Moalana Hali, Musadass e Hali, Molvi Abdul Haq, editing

. مقدمہ عربی کی اصطلاح ہے جو دوسری زبانوں کی کتابیوں کے ساتھ ساتھ اردو میں بھی بہت استعمال ہوتی ہے اور اس کا تعلق "مقدمہ الجیش" سے ہے جیش سے مراد لشکر یعنی جو فوج کے آگے اول دستہ ہوتا ہے۔اس کو "مقدمہ الجیش" کہا جاتا ہے۔

لفظ اس تحریر کے لئے مستعمل ہے جو کتاب کے اصل متن کے آغاز سے پہلے کتاب کے بارے میں اختصاراً کچھ معلومات فراہم کرنے کیلئے لکھی جاتی ہے۔ کبھی کبھی یہ مقدمہ خود مصنف لکھتا ہے لیکن زیادہ تر مقدمہ لکھنے کیلئے دوسری معروف شخصیت کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ہمارے دینی،ادبی اور تاریخی ادب میں مقدمہ کا لفظ بہت استعمال ہوا ہے۔

اردو ادب میں پہلے مقدمہ نگار حالی ہیں۔ان کی کتاب ''مسدس حالی'' کے نام سے بے حد مقبول ہے۔''مقدمہ شعر و شاعری''جو ان کے دیوان کا دیباچہ ہے اولیت کا درجہ رکھتی ہے۔

اردو کی ادبی تاریخ میں مولوی عبدالحق (بابائے اردو) نے اتنے مقدمے لکھے کہ ان کی یکجا طباعت ہوئی تو ایک ضخیم کتاب بن گئی جس کا نام ہی "مقدمات عبدالحق" رکھا۔اردو ادب میں مقدمہ نگاری کی باقاعدہ ابتداء کا سہرا مولوی عبدالحق کے سر ہے ان کے مشہور مقدمات میں "سب رَس" کا مقدمہ،"انتخابِ میر" اور "باغ و بہار" کا مقدمہ شامل ہے۔

Vol.6 No.4 2023
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

ڈاکٹر عبادت بریلوی نے مقدمے کے لئے کچھ لوازم و عناصر کا تذکرہ بھی کیا ہے لیکن مقدمہ ان کے نزدیک ادب کی کوئی مستقل صنف نہیں ہے۔وہ لکھتے ہیں کہ مقدمہ نگاری کی حیثیت کسی مستقل صنفِ ادب کی نہیں ہے۔ کسی زبان کے ادب میں بھی اس کو ادب کی ایک باقاعدہ شاخ نہیں سمجھا گیا ہے کیونکہ مقدمے تو کسی مصنف یا کسی کتاب کے بارے میں محض تعارف کے طور پر لکھے جاتے ہیں۔

جہاں تک ادبی مفہوم کا تعلق ہے تو مقدمہ سے مراد یہ ہے کہ کتاب کے شروع میں کتاب کے مصنف یا مولف کا تعارف پیش کیا جاتا ہے۔اس تعارف میں اس کی زندگی کے حالات اور اس کے کردار کی تصویر کشی کی جاتی ہے اس ضمن میں اس کی مختلف تصانیف پر بھی اختصار کے ساتھ روشنی ڈالی جاتی ہے حالات اور سیرت پر روشنی ڈالنے کے بعد کتاب کی ادبی، فنی اور لسانی حیثیت بھی متعین کی جاتی ہے۔

مصنف کے اسلوب اور نقطہ نظر کو سامنے لایا جاتا ہے تاکہ کتاب پڑھنے والا باآسانی سمجھ سکے۔ دیباچے، تقریظ، تعارف، پیش لفظ، مقدمہ، دیباچہ، فلیپ نہ صرف مصنف اور کتاب کا تعارف کراتے ہیں بلکہ موضوع پر بھی بھرپور روشنی ڈالی جاتی ہے۔ مقدمہ آپ اپنی تحریر خود نہیں لکھتے یہ عصری مدونین یا بعد کے مدونین کسی مصنف کی تحریر کے بارے میں لکھتے ہیں کیونکہ مقدمے میں مصنف کے حالات وواقعات وغیرہ شامل ہوتے ہیں۔ غرض مصنف، پیش لفظ اور دیباچے میں معنوی سطح پر کوئی فرق نہیں ہے ان سب میں مصنف کتاب لکھنے کی غرض وغایت بیان کرتا ہے اور بعض اوقات چند سطور میں اپنا مختصر تعارف بھی بیان کرتا ہے۔

مقدمے کا لفظ ہمارے ہاں کتاب کے جملہ محاسن کی نشاندہی کیلئے استعمال ہوتا رہا ہے اس لفظ سے یہ بھی متبادر ہوتا ہے کہ یہ لکھنے میں اس کا سلیقہ ہو کہ دل کش پیرائے میں کیا لکھا جائے اور کیا نہ لکھا جائے کتاب کا کونسا حصہ نمایاں کیا جائے اور کونسا حصہ مخفی رہے۔ تفصیل ایسی ہو کہ کتاب پڑھنے کے بعد مایوسی نہ ہو بلکہ یہ اعتراف ہو کہ مقدمہ نگار راست نگار تھا اگر مقدمہ نگار مطالب کتاب کے جذبات کی عکسی کر سکے اور پڑھنے والوں کیلئے مناسب موقع مزید معلومات بہم پہنچائے تو اس کو کمال مقدمہ نگاری ماننا چاہیے۔ مقدمہ کتاب کے شروع میں واقع ہوتا ہے لیکن یہ حقیقت ہے کہ پوری کتاب تسوید کے بعد لکھا جاتا ہے۔کچھ کتابیں ایسی بھی شائع ہوتیں ہیں جن میں پیش لفظ کے ساتھ ساتھ دیباچہ اور مقدمہ نہیں ہوتا اور کچھ کتابیں ایسی ہوتی ہیں جن میں صرف پیش لفظ ہوتا ہے تو مصنف پیش لفظ میں ہی وہ تمام معلومات فراہم کر دیتا ہے جن کا تعلق کتاب کی تحریر اور موضوع سے وابسطہ ہوا گر مصنف کی پہلی کتاب ہے تو اپنے پیش لفظ میں ہی وہ سب کچھ لکھ دیتا ہے کہ یہ کتاب میں کتنی دلچسپی سے لکھی گئی ہے کیا کیا دشواریاں پیش آئیں ہیں۔

تو پیش لفظ سے یہی معلوم ہو جاتا ہے کہ مصنف نے کتاب میں کیا لکھا ہے۔اس کا موضوع کیا ہے کتاب کونسے مضامین پر مشتمل ہے اور مصنف کا طرز تحریر کیا ہے۔ پیش لفظ مصنف خود بھی لکھالیتا ہے اور کسی اور سے بھی لکھواتا ہے ور بعض دفعہ مصنف پیش لفظ اور مقدمہ خود بھی لکھتا ہے۔ اپنی کتاب کے موضوع کا تعارف کرایا جاتا ہے مصنف اپنے نظریات اور خیالات کو احسن طریقے سے قارئین تک پہنچانے کی کوشش کرتا ہے۔

روایت

اردو ادب میں دیباچہ و مقدمہ کا قدیم ترین جو حوالہ ملتا ہے وہ "کربل کتھا" (محررہ 1145ھ۔۔۔1372) میں ملتا ہے یہ شمالی ہند کے نثری ادب کی قدیم ترین کتاب ہے جو فضل علی فضلی نے عہد محمد شاہ (1719ء۔۔۔1747) میں لکھی۔اس کتاب کے ابتدائی دو شعروں میں دیباچے اور مقدمے کا سراغ ملتا ہے۔ مصنف نے دونوں اصلاحات کو جداگانہ استعمال کیا ہے اور ان کے تحت الگ الگ مواد فراہم کیا۔اس نے خود یہ الفاظ فقط اشعار میں استعمال کئے۔ مواد کے طور پر عنوانات کے طور پر نہیں رکھے۔

مقدمہ شعر نے لوگوں کو مقدمہ نگاری کی طرف راغب کیا۔ حالی کے بعد اور لوگوں نے بھی مقدمہ نگاری کے فن میں طبع آزمائی کی۔ بابائے اردو مولوی عبدالحق نے اس میدان میں خوب سے خوب تر کام کیا۔انہوں نے قدیم نسخوں کو بند صندوقچیوں سے نکال کر منظر عام پر لائے۔ان قدیم نسخوں پر انہوں نے عالمانہ اور ناقدانہ مقدمے تحریر کئے۔اس لحاظ سے انہیں "اردو کا سب سے بڑا مقدمہ باز" کا خطاب بھی ملا۔ان کے مقدمات کو ڈاکٹر عبادت بریلوی نے اردو مرکز لاہور سے "مقدمات عبدالحق" کے نام سے شائع کیا۔ان کے بعد سید مسعود حسین رضوی ادیب نے اس میدان میں خوب شہرت حاصل کی۔ بنیادی طور پر یہ محقق ہیں لیکن انہوں نے تقریباً 34 کتابوں پر مقدمے تحریر کئے۔اردو تحقیق کے بنیاد گزار قاضی عبدالودود نے بھی مقدمہ اور حواشی لکھ کر کئی کتابیں تدوین کیں۔اس کڑی میں ایک اہم نام مالک رام کا بھی سر فہرست ہے۔انہوں نے بھی تقریباً 24 کتابوں پر مقدمے تحریر کئے۔مقدمات ادب کی روایت کو آگے بڑھاتے ہوئے دورِ حاضر میں جن محققین اور مدونین نے مزید آگے بڑھایا ان میں مسعود حسین خاں، امتیاز علی خاں عرشی، سردار جعفری، محمود الٰہی، حنیف تقوی، شمس الرحمٰن فاروقی اور رشید حسن خاں کے نام سر فہرست ہیں۔

Vol.6 No.4 2023
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

رشید حسن خاں کو اردو دنیا میں بطور محقق و مدون کی حیثیت سے جانا جاتا ہے۔ رشید حسن خاں نے اردو تحقیق و تدوین کو نئی سمت و جہت عطا کی۔ ان کی تدوینی کاوشیں ہمارے لئے مشعل رہ ثابت ہوئیں۔ تحقیق ان کا اوڑھنا اور بچھونا تھی۔ ان کی تمام عمر تحقیقی مخطوطوں کی ورق گردانی کرتے ہوئے گزری۔ ان کے تحقیقی و تدوینی کارناموں کو اردو ادب کو مایہ ناز ادیبوں، فن کاروں اور نقادوں نے قدر کی نگاہ سے دیکھا۔

رشید حسن خاں اگر کسی فن پارے کی تدوین یا تحقیق کا ارادہ کرتے تو اس کی اطلاع وہ اپنے ادب نواز دوستوں کو بذریعہ خط ضرور دیتے تھے۔ ان کی اس ادبی اور شعوری عادت نے اردو ادب کو مالا مال کر دیا ہے۔ رشید حسن خاں نے تحقیق کے آداب قاضی عبدالودود سے سیکھے۔ قاضی عبدالودود صاحب کو انہوں نے تحقیق کا معلم ثانی قرار دیا۔ تدوین میں انہوں نے امتیاز علی خاں عرشی کی پیروی کی۔ تنقید میں نیاز فتح پوری کے قائل تھے، خاص کر مشرقی شعریات پر ان کی نگاہ طائرانہ تھی۔ عصر حاضر کے محققین میں رشید حسن خاں کا شمار سر فہرست ہوتا ہے شہور فکشن نگار انتظار حسین نے رشید حسن خاں "تعمیری محقق "قرار دیا۔ تدوین میں ان کا کوئی ثانی نہیں۔ اس لئے انہیں گیان چند جین نے "خدائے تدوین" شان الحق حقی نے "اردو میں اصول تدوین کا مجدد" جمیل جالبی کے مطابق رشید حسن خاں کی "تدوینیات "آنے والی نسلوں کیلئے ایک نمونے کی حیثیت رکھتی ہیں۔ "بقول نیر مسعود" وہ کلاسیکل ستون کے بہترین تدوین کرنے والوں میں سے تھے اور یہی متن ان کا نام زندہ رکھیں گے۔ پروفیسر رفیع الدین کے مطابق میرا خیال ہے کہ تحقیق و تدوین کے کام آئندہ بھی ہوں گے مگر اس معیاد کی توقع کم ہی کی جا سکتی ہے۔ اس اعتبار سے ممکن ہے خاں صاحب ہی "خاتم المدونین "ثابت ہوں۔ ان کی تحریروں میں صاف گوئی اور زود و فہم کی تمام خصوصیات نمایاں ہیں۔ ان کے اسلوب کی اہمیت، علم اکتسابی کی گہرائی اور گہرائی قطعیت اور سائنسٹی فک نقطہ نظر کی بناء پر ڈاکٹر اسلم پرویز نے ان کی زبان کو "دستاویزی زبان" کہا ہے۔ مقدمہ نگاری کی روایت ایک ایسا موضوع ہے جو اردو کی ابتداء سے اب تک بہت سے مقدمات پر حاوی ہے۔ نظموں کی اقسام اور نثر کی بہت سی اقسام پر لکھی جائے والی کتب کے مقدمات لکھنے کی روایت تسلسل سے برقرار ہے جیسا کہ "باغ و بہار" پر چار سو صفحات کا مقدمہ لکھا گیا ہے۔ اس سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ مقدمہ نگاری کی روایت کا کام کتنا اہم ہے۔

مقدمہ

مقدَّمہ عربی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے پہلے رکھنا۔ اصطلاح کے اعتبار سے اُردو زبان و ادب میں مقدمہ وہ مضمون ہے جسے متن سے پہلے کسی فن پارے کا حصہ بنایا جاتا ہے۔ یہ وہ تمہیدی خاکہ ہے جو فن پارے کے اصل متون کے لئے آفتاب کی کرنوں کی حیثیت رکھتا ہے۔ جس طرح زمینی فصلیں، باغات، بلند و بالا عمارتیں، سڑکیں، پارکس، جنگلات، پہاڑ، دریا، سمندر اور خشکی کے دیگر حصے آفتاب کی کرنوں کے بغیر اپنے حسن کو واضح کرنے سے قاصر ہوتے ہیں اسی طرح فن پارے کا جلوہ حُسن اُس وقت تک نکھر کر سامنے نہیں آتا جب تک ایک متوازن مقدمہ سامنے نہیں آتا۔ دوسرے لفظوں میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ مقدمہ دراصل کسی کتاب کا نفس مضمون، لٹریچر اور منہج و مصادر کا آئینہ ہے۔

مقدمہ کے لغوی معنی آگے، شروع، آغاز، تمہید، نالش دعویٰ، معاملہ آگے جانے والا، ہر اول، کتاب کا دیباچہ آگے آنے والا، کتاب کے متن سے پہلے درج تعارفی اور وضاحتی مضمون کی تحریر جس میں مدون متن کے بارے میں ضروری معلومات دی جاتی ہیں اس میں مدون متن کے نسخوں کا تعارف ملنے بر آمد کا مقام، زمانہ رسم الخط، کتابت، کاتب، دیگر مآخذ، متن کے مصنف کا تعارف، اس کی دیگر تصانیف وغیرہ دی جاتی ہیں ان میں سے بہت سی معلومات حواشی تعلیقات میں بھی دی جا سکتی ہیں مقدمہ میں صرف وہ ضروری معلومات دی جائیں جن کا جاننا قاری کے لئے متن کے مطالعہ سے قبل ضروری ہو۔ باقی حواشی اور مضمون میں دی جانی چاہیں۔ مقدمہ اگرچہ پہلے آتا ہے لیکن عموماً آخر میں تدوین کا عمل ممکن کرنے کے بعد جاتا ہے۔ تدوین متن کے عمل میں مقدمہ بڑی اہمیت کا حامل ہے اس کا مقصد قاری کو متن سے اس طرح متعارف کرانا ہے کہ وہ اس کی ضرورت اہمیت اور معنویت کو اچھی طرح سمجھ لے اور پھر اس سے پوری طرح لطف اندوز ہو سکے۔

تمہید

اکثر ادبی کتابیں ایسی بھی ہیں جن میں اصل کتاب کے متن سے پہلے مقدمہ، تقریظ، پلیٹس، لفظ یا کچھ ان سے ملتے جلتے عنوانات کے تحت کتاب اور شاعر یا مصنّف کے بارے میں کچھ نہ کچھ لکھا ہوا ضرور ملتا ہے یہ سب کچھ مصنّف خود بھی لکھ سکتا ہے اور اسے اپنے کسی دوست یا سینئر ادیب سے بھی لکھوا لیتا ہے اگر تو مصنّف خود لکھ رہا ہو تو وہ اپنی تحریر کو مدنظر رکھتے ہوئے اس پر روشنی ڈالتا ہے اگر کوئی دوست یا بزرگ شخصیت اس کے متعلق لکھ رہا ہو گا تو وہ ہمیشہ اس کی شخصیت اور علمی اور ادبی مقام کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کے موضوع کو تفصیل سے بیان کرنے کی کوشش کرے گا۔

Vol.6 No.4 2023
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

ایک مصنف کے ادبی مقام کو متعین کرنا یہ سب چیزیں ایک مقدمے، ایک دیباچے یا پیش لفظ میں بیان نہیں ہو سکتی۔اس لئے لکھنے والے کبھی کسی ایک پہلو پر زور دیتے ہیں تو کبھی دوسرے پہلو پر۔۔ہمارے ہاں اکثر کتابیں، مقدمے، دیباچے اور پیش لفظ کے بغیر طبع نہیں ہوتیں۔

مقدمہ وہ تحریر ہے جس مصنف کتاب کے شروع میں شامل کرتا ہے۔مقدمے سے ہی اس کتاب کے بارے میں تمام معلومات حاصل ہو جاتی ہیں اور اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ ہو جاتا ہے۔کتاب کی خوبی اور خامی کو مقدمہ لکھنے والا بیان کرتا ہے اس سے کتاب کی دلکشی کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

مقدمہ کی لغات میں تعریف

اگرچہ مقدمہ اردو کے تحقیقی اور تنقیدی ادب کی ایک بہت ہی اہم اصطلاح ہے عام لغات میں اس کے بارے میں اصطلاحات موجود ہیں۔"فرہنگ آصفیہ"میں مقدمہ کے ضمن میں یہ معلومات ملتی ہیں۔

مقدمہ اسم مذکر: آغاز، شروع، ابتدا

تمہید۔دیباچہ

عنوان: سرنامہ، کچھ عبارت جو مضمونِ کتاب شروع کرنے سے پہلے اسکے متعلق لکھی جائے۔

2۔ نالش: دعوے، فریاد، استغاثہ

3۔ واردات: حادثہ، وقوعہ، ماجراء، واقعہ

4 الف: معاملہ، موقع

جیسے

رات کا مقدمہ ہے نہتے نہ چلو

مقدمہ۔ ع۔صفت

1۔ آگے چلنے والا۔آگے جانیوالا۔اگوا

2۔ لشکر کا کچھ حصہ جو آگے بھیجدیا جائے

3۔ وہ مضمون جو فہم مطالب کی آسانی کے واسطے بطورِ تمہید پہلے بیان کیا جائے۔

مقدمۃ الجیش۔ ع اسم مذکر:

1۔ وہ لشکر جو آگے بھیجدیا گیا ہو۔بیش خیمہ وہ تھوڑا سا لشکر جو اترنے کی جگہ تلاش اور تجویز کرنے کو آگے آگے بھیج دیا جائے۔

2۔ وہ شخص جو نہایت بہادری کے سبب لشکر کا پیشرو ہو۔

3۔ آگے کی فوج۔ہراول

4۔ سپہ سالار۔کمانڈر انچیف، جنگی لارڈ

بزرگ لشکر، سپاہ کا اعلیٰ افسر(۱)

علمی وادبی اصطلاحات کے مفہوم کے بارے میں سمجھ بوجھ بہت ضروری ہے جس طرح ہم مقدمہ کے حوالے سے ہمارے لئے یہ جاننا ضروری ہو جاتا ہے کہ مقدمہ کا لغوی مطلب کیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس سے وابستہ مفاہیم کی حدود کہاں تک جاتی ہے۔

مقدمہ(م،ق،د،مہ)(ع،ا،مز)

لغوی معنی: آگے، شروع، آغاز، تمہید، نالش، دعویٰ، معاملہ، آگے جانے والا، ہراول، کتاب کا دیباچہ۔آگے آنے والا۔

مقدمہ

1۔ آگے جانے والا 2۔ پیش کرنے والا

Vol.6 No.4 2023
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

3۔ وہ تھوڑی سی سپاہ جو شکر کے آگے چلے

4۔ دیباچہ، وہ مختصر سا مطلب جو کتاب یا کسی بیان کے شروع میں اس لئے بیان کیا جائے تاکہ کتاب وغیرہ آسانی سے سمجھ میں آسکے اور اس کی غرض و غایب معلوم ہو۔

5۔ ہر ایک امر کا شروع۔ واردات

مقدمہ الجیش/مقدمہ لشکر:

(ع) ہراول۔ لین ڈوری، بیش خیمہ، فوج کا وہ دستہ جو آگے جائے اور لشکر کے لئے منزل مقرر کرے وہ فوجی جو نہایت دلاوری سے لشکر کے پیش رو ہوں۔ (۲)

حسن اللغات (جامع)

مقدمہ۔ (اس۔ مذ) بفتح م ثانی۔ عرضداشت

آؤعانامہ کہ بداد

ستری دادہ میشود۔ مرافعہ

اٹھانا Uthana

(اص) اقامہ دعویٰ کردن

عرضداشت۔ بداد کاہ دادن

باز (اس۔ مذ) مدعی (۳)

مقدمہ: محاکمۃ ج: محاکتاب

دَعوی ج: دَعَاوِی، مَضِبیۃ

ضد فلانِ ج: قَضَایَا

مقدمۃ الجیش: طَلیعۃ الجیش (۴)

مقدمہ: آگے جانے والا پیش کرنے والا

کچھ عبارت جو مضمون کتاب کے

شروع کرنے سے پہلے لکھی جاوے

یا وہ مطلب جو بیشتر کہا جاوے

واسطے آسانی سمجھنے مطالب دیگر کے

مقدمۃ الجیش: ع تھوڑا سا لشکر جو ساری فوج کے لئے تلاش اور دیگر امور ضروری کی فکر کرے اور وہ شخص جو نہایت بہادری سے لشکر کا ہراول ہو سردار لشکر کا۔ (۵)

جو پہلے بیان کی جائے۔ دیباچہ۔ تمہید (ع) گویا مقدمہ ہے یہ اُم الکتاب کا۔ مقدمۃ الجیش۔ (ع) مذکر وہ تھوڑی سی فوج جو لشکر کے آگے چلے! ہراول۔ (کنا پیۃ) سرغنہ، سرگروہ (ابن الوقت) وہ لوگ صف ہمیت کی وجہ سے سہارا ڈھونڈ رہے ہیں کہ کوئی مقدمۃ الجیش بنے تو ہم پیچھے ہولیں۔

مقدمہ (ع) پیش کیا گیا، آگے لایا گیا، مجانہ آلہرام کا شروع۔ واردات۔

مذکر، نالش، دعویٰ، وہ مطالعہ جو فیصلے کیواسطے عدالت میں پیش ہوا۔ (اسیر) زہ بوسہ دیتے دیتے یکایک ترش ہوئے۔ (۶)

مقدمہ: Vanguard

Vol.6 No.4 2023
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

ہر اول دستہ، طلایہ، مقدمۃ الجیش کے اگلے حصے میں چلنے والا دستہ، صف اول

کسی میدان، کوچ یا تحریک میں آگے آگے چلنے والا گروہ، جیسے سیاست، فنون لطیفہ وغیرہ میں، علمبردار، پیش پیش، نیز Van (بڑے V سے) ایک قسم کا راکٹ جو مصنوعی سیارے کو مدار میں بھیجنے کے کام آتا ہے۔(۷)

یہ سب تو تھی لغت کی تعریف ہے۔ سید احمد دہلوی صاحب نے فرہنگ آصفیہ اور فیروز سنز کے مرتبین دونوں نے اپنی لغت میں مقدمہ اور دیباچہ کا مطلب ایک ہی بیان کیا ہے۔ یہ دونوں مصنفین مقدمہ، دیباچہ، پیش لفظ کو ایک ہی مفہوم میں استعمال کرتے ہیں۔ ان تمام الفاظ کو مترادف قرار دیتے ہیں۔

اصطلاحی معنی اور دیگر مفاہیم

کتاب/متن سے پہلے درج تعارفی اور وضاحتی مضمون/تحریر جس میں مدون متن کے بارے میں ضروری معلومات دی جاتی ہیں۔ اس میں مدون متن کے بارے میں ضروری معلومات دی جاتی ہیں۔ اس میں مدون متن کے نسخوں کا تعارف، اس کی دیگر تصانیف وغیرہ دی جاتی ہیں۔ ان میں سے بہت سی معلومات حواشی/تعلیقات، ضمیموں میں بھی دی جا سکتی ہیں۔ مقدمہ میں صرف وہ ضروری معلومات دی جائیں جن کا جاننا قاری کیلئے متن کے مطالعے سے قبل ضروری ہو۔ باقی حواشی اور ضمیموں میں دی جانی چاہیں۔ مقدمہ گو پہلے آتا ہے لیکن عموماً آخر میں تدوین کا عمل مکمل کرنے کے بعد لکھا جاتا ہے۔

"تدوین متن" کے عمل میں مقدمہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اس کا مقصد قاری کو "متن" سے اس طرح متعارف کرانا ہے کہ وہ اس کی ضرورت، اہمیت اور معنویت کو سمجھ لے اور پھر اس سے پوری پوری طرح لطف اندوز ہو سکے۔ لہٰذا مقدمہ اگرچہ تدوین کے عمل کو مکمل کرنے کے بعد میں لکھا جاتا ہے لیکن اس کو متن سے پہلے اور عموماً دیباچے یا پیش لفظ کے بعد دیا جاتا ہے۔ مقدمہ کے لئے ضروری نکات کو تدوین کے عمل کے دوران ہی میں علیحدہ لکھتے ہیں اور آخر میں اس کو تحریر میں مربوط طور پر بیان کیا جانا چاہیے۔ مقدمہ میں ہر اس امر کا اندراج ضروری ہے جو متن کی فہیم کے سلسلے میں قاری کو درکار ہو لیکن اس میں ایسے غیر ضروری اندراجات نہیں دینے چاہیں جو "متن" کے تعارف کے لئے ناگزیر نہ ہوں۔ عموماً مدونین مقدمہ میں جن امور کا ذکر کرتے ہیں ان میں متن کی مختلف روایتوں کا ذکر، زیر تدوین متن کے لے مآخذ نسخوں کی تفصیل، ان کے ملنے/برآمد کا مقام، زمانہ، تصنیف، تمام معروضی امور کا بیان یعنی رسم الخط، مسطر، کتابت، املا وغیرہ کا تفصیلی بیان، تمام مخطوطوں کا تعارف، کاتبوں اور ترقیموں کی تفصیل، مصنیف اور متن کی معلوم تاریخ، مصنف سے منسوب دوسری کتابیں، مصنف اور متن کا مقام و مرتبہ وغیرہ۔ پھر مدون کو جن مراحل سے گزرنا پڑا، اس نے جو طریق استعمال کیا، اس کے مخففات اور علامتوں کی فہرست، متن کی تدوین کا طریق کار، اختلافِ نسخ کے اندراج کا طریقہ کار، حوالہ جات کا طریق کار، ضمیمہ جات اور تعلیقات کا بیان سبھی شامل ہیں۔ اس کے علاوہ متن کے عہد، لوگ، تاریخ، زمانہ، عہد کے حالات وغیرہ بھی شامل کر دیئے جاتے ہیں۔ مقدمہ میں مندرجہ بالا تمام امور کا بیان نہ ہی ناگزیر ہے اور نہ ہی ضروری، ان میں سے بہت سی تفصیل ضمیمہ جات اور حوالہ جات میں دی جا سکتی ہے۔ اس طرح کی تمام معلومات کے مقدمہ میں اندراج کا یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ "مقدمہ" فخامت میں کئی دفعہ اصل متن سے زیادہ بھاری بھر کم ہو جاتا ہے، ایسے مقدمات سے قاری کی دلچسپی میں اضافہ نہیں ہوتا البتہ وہ مدون کی علمیت کے بوجھ تلے دب جاتا ہے۔

اس بات کو یاد رکھنا چاہیے کہ قاری کا اصل مقصد "متن" کا مطالعہ اور اس سے لطف اندوزی ہے مدون اس عمل میں اس کا راہنما ہے لہٰذا اس کو مقدمہ کو غیر ضروری طوالت سے بچانا چاہیے صرف وہ امور درج کرنے چاہیں جن سے آگاہ ہو کر قاری متن سے بہتر طور پر لطف اندوز ہو سکے۔ باقی تمام امور کو حوالہ جات، تعلیقات اور دوسری فہرستوں میں درج کرنا چاہیے تاکہ ایسے قاری جو ان تفصیلات سے آگاہ ہونا چاہیں ان کا مطالعہ کر سکیں، مقدمہ صرف ضروری اور ناگزیر نکات پر مشتمل ہونا چاہیے۔ بعض مدونین مصنف کے حالات اور سیاسی پس منظر کو بہت تفصیل سے مقدمے میں بیان کر دیتے ہیں جو کہ متن کی تدوین میں مناسب نہیں ہے۔ یہ کام سوانح نگار کا ہے، مدون کا نہیں۔ بہتر طریقہ یہ ہے کہ مصنف کے سوانح پر شائع ہونے والی معیاری تحقیقی کتابوں کا حوالہ دیا جائے۔

اس اس متن پر پہلے کام ہو چکا ہو تو اس کی نوعیت بتانا ضروری ہے۔ مثال کے طور پر افتخار بیگم صدیقی نے دیوان شاکر ناجی کی تدوین کی تو انہوں نے اس سے قبل ڈاکٹر فضل الحق کے مرتبہ دیوانِ شاکر ناجی کا حوالہ دیا ہے اور اپنے کام کی وسعت اور ضرورت کو بھی بیان کیا ہے۔ مخطوطوں کا تعارف بھی مقدمے میں ہونا چاہیے۔ متعدد مدونیب نسخوں کی تعداد کا ذکر کر دیتے ہیں لیکن ان کا تعارف درج نہیں کرتے۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

بعض اوقات مصنف اور تصنیف کے بارے میں معلومات ناگزیر ہو جاتی ہیں جنھیں مقدمہ درج کرنا ضروری ہوتا ہے مثلاً مدونین نے دکنی متون کو ترتیب دیا ہے۔ انہوں نے داخلی اور خارجی شواہد کی مدد سے ان ادیبوں کے حالات بھی مقدمے میں درج کر دیئے ہیں جو اس سے قبل معلوم نہیں تھے۔اسی طرح دکنی زبان اور متعلقہ تصنیف کی لسانی خصوصیات کو بھی مقدمے میں درج کیا ہے۔(۸)

مقدمہ کے مترادفات اور ان کا تفاوت

"اُردو ادب میں مقدمہ نگاری کی روایت" چوں کہ راقم الحروف کا مقالۂ تحقیق ہے اس لئے لفظ مقدمہ اور اس کے ملحقات کی جنھوں کی تفہیم اور تجزیہ لازم تھا۔راقم الحروف نے اپنے تئیں بھرپور کوشش کی ہے کی مقدمہ کے معانی و مفاہیم کو اُجاگر کیا جائے۔نیز یہ بھی کوشش کی گئی ہے کہ لفظ "مقدمہ" کو تاریخ اُردو ادب کے آئینے میں دیکھا جائے اور تجزیے میں اس کے تقاضوں کو نبھانے کی سعی کی جائے۔راقم الحروف نے تحقیق اور اصول نقد کو مدنظر رکھتے ہوئے جو سعی کی ہے،امید ہے یہ کاوش اُردو ادب میں اضافے کی حیثیت سے اپنی پہچان کروائے گی۔

تقریظ

ساتھی اور دوست کی تعریف،کسی تصنیف کی تعریف کسی کتاب کی تعریف،کسی کتاب پر توصیفی مضمون لکھنا یا تعارف لکھنا،کسی تصنیف پر اپنا اظہارِ رائے جو عموماً توصیفی ہوتا ہے۔

> "تقریظ عربی شاعری کے متعلق زمانہ ہیت کی ایک مخصوص تقریب سے متعلق ہے۔اس دور میں شعراء بازار عکاظ میں جمع ہوتے تھے اور اپنا اپنا کلام سناتے تھے اس مقابلے میں بہترین قصیدہ کا انتخاب ہوتا صدر مجلس شعر و شاعری اور زبان کا ماہر عالم ہوتا تھا۔وہ بہترین قصیدہ کے فنی محاسن اور خوبیاں اجاگر کرتا،یہ تقریب "تقریظ" کہلاتی تھی اردو کے کلاسیکل دور میں تقریظ سے مراد کسی عالم کی ایسی تحریر تھی جو کسی کتاب یا دیوان سے متعلق اس کی خوبیوں اور تعریفوں سے پر ہوتی تھی یہ سلسلہ انیسویں صدی کے اختتام اور بیسویں صدی کے آغاز تک جاری رہا لیکن اس میں قدر زوال آیا کہ بجائے تنقیدی تحریر کے یہ محض مدلل مداحی،خیالی تعریف اور مبالغہ بن کر رہ گیا تھا تقریظ لکھنا اب متروک ہو چکا ہے"(۹)

یوں کسی ادب پارے کے محاسن کا فنی تجزیہ تقریظ کہلایا۔

پیش لفظ

آغاز کلام،کتاب کا دیباچہ،انگریزی Foreword کا مترادف ہے۔متن سے قبل مصنف،مرتب یا شاعر کی طرف سے لکھی گئی وہ عبارت یا تحریر جس میں وہ متن کے بارے میں معلومات فراہم کرتا ہے۔پیش لفظ ہی میں وہ ذاتی اور متنی معلومات فراہم کرتا ہے۔اس میں متن کے لکھنے/ترتیب کے مراحل،مشکلات اور ان لوگوں کے لئے اظہار تشکر بھی کر سکتا ہے جنھوں نے اس میں مدد فراہم کی ہو۔بعض اوقات پیش لفظ مصنف کے علاوہ دوسروں کی طرف سے بھی لکھے ہوتے ہیں۔

پیش لفظ میں مصنف متن کی اہمیت،تعارف اور خصوصیات بیان کر سکتا ہے لیکن یہ پیش لفظ عموماً مختصر اور ذاتی ہوتا ہے اس میں مصنف اپنا نقطہ نظر تحریر کی وجوہات،اسباب اس کی ضرورت و اہمیت بیان کر سکتا ہے اور ان مشکلات کو بیان بھی کر سکتا ہے جو اسے پیش آتی ہوں۔اس میں ان لوگوں کے لئے اظہارِ تشکر بھی ہوتا ہے جنھوں نے اس کی مدد کی یا تعاون کیا۔اس میں متن سے متعلق براہِ راست معلومات کا ذکر مناسب نہیں جس کے لئے مقدمہ مناسب جگہ ہے مقدمہ میں مصنف یا مرتب متن کے بارے میں ایسی تمام معلومات و حقائق بہم پہنچاتا ہے جس کو متن کی تفہیم کیلئے وہ ضروری سمجھے لیکن پیش لفظ میں ذاتی نقطہ نظر استعمال کرتا ہے۔

پیش لفظ بنیادی طور پر مصنف یا مرتب کی طرف سے لکھا جاتا ہے لیکن بعض اوقات یہ دوسروں کی طرف سے بھی ہو سکتا ہے۔پیش لفظ متن سے پہلے آتا ہے لیکن عموماً متن تسوید مکمل ہونے کے بعد سب سے آخر میں لکھا جاتا ہے اگر کتاب میں مقدمہ وغیرہ شامل ہو تو پیش لفظ ان سے پہلے آتا ہے اور اس میں ان تحریروں کے متعلق بھی مصنف/مرتب کا ذاتی نقطہ نظر پایا جا سکتا ہے۔

> "مصنف کا پیش لفظ ہمیشہ کتاب کی تکمیل کے بعد لکھا جاتا ہے کیونکہ اس میں تصنیف کی شان نزول،ضرورت،دقتوں،اکتسابات وغیرہ کا ذکر ہوتا ہے اسی لئے اسے کتاب میں سب سے پہلے دیا جاتا ہے۔اس صورت حال کے پیش نظر مصنف کا پیش لفظ اول اور

Vol.6 No.4 2023
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

> دوسرے کا مقدمہ اس کے بعد آنا چاہیے تاکہ مصنف اپنے پیش لفظ میں مقدمہ نگار کے مقدمے کا ذکر کر سکے لیکن اگر اتفاقیہ طور پر مصنف نے اپنے پیش لفظ میں موضوع کتاب پر عالمانہ بحث شروع کر دی ہے اس طرح جیسے وہ کتاب کا پہلا باب ہو، تو ایسے پیش لفظ کو دوسرے کے مقدمے کے بعد ہی آنا چاہیے تاکہ اس تمہیدی بحث کا سلسلہ باب اول سے کسی انقطاع کے بغیر مل جائے"(۱۰)

دیباچہ

"دیباچہ"۔۔۔فارسی زبان میں "دیبا" کا اسم تصغیر ہے جو عربی زبان میں "دیباج" کا ہم معنی ہے۔گال، چہرہ، کتاب کی تمہید، روئے کتاب، پیش لفظ، مقدمہ، سر نامہ کتاب کا پیش لفظ یا تمہید وہ تحریر جو مصنف یا دیگر کوئی شخص کسی کتاب کے تعارف کے لئے لکھتا ہے اور اسے متن سے پہلے لگایا جاتا ہے۔

دیباچہ کو دیباجہ بھی لکھا جاتا ہے۔یہ عموماً ایسی تحریر ہے جو مصنف کتاب کے تعارف کے طور پر لکھتا ہے اور اس کو متن سے پہلے کتاب میں شامل کیا جاتا ہے اس کے لئے دیباچہ کے علاوہ پیش لفظ، تعارف، ابتدائیہ اور مقدمہ وغیرہ کے عنوانات بھی استعمال ہوتے ہیں اور ان کو ہم معنی لیا جاتا ہے لیکن اب آہستہ آہستہ ان میں امتیاز ہونا شروع ہو گیا ہے۔دیباچہ اور پیش لفظ ہم معنی خیال کئے جاتے ہیں لیکن ڈاکٹر سلیم اختر کے مطابق مصنف کی اپنی لکھی ہوئی تحریر کو "دیباچہ" کہنا چاہیے۔ان تحریروں میں کتاب کا تعارف، مصنف کے بارے میں کچھ بیان، وجہ تصنیف وغیرہ کا ذکر ہوتا ہے اور اس میں اعتذار اور اظہار تشکر بھی شامل کر لیا جاتا ہے۔ابتدائیہ بھی ایسی تحریر ہوتی ہے جو متن سے پہلے آتی ہے یہ نسبتاً طول تحریر ہوتی ہے جو عموماً مصنف کے بجائے کسی اور نے لکھی ہوتی ہے اور اس میں تفصیل سے کتاب اور مصنف کا تعارف اور کتاب کی مخصوص انفرادیت کا ذکر ہوتا ہے جبکہ "مقدمہ" بھی ایسی تحریر ہے لیکن عموماً ایسی کتب میں شامل کیا جاتا ہے جو کسی محقق یا مدون نے مرتب یا تدوین کی ہو اور اس میں بڑی تفصیل سے کتاب مصنف، وجہ تصنیف، مآخذ شاہد، تحقیق کے درجات و مشکلات، تحقیق کے طریق کار اور دیگر ایسے حقائق کو بیان کیا جاتا ہے جو محقق یا مدون قاری کو بتانا چاہتا ہے مقدمہ اگرچہ طوطل ہوتا ہے لیکن کسی بھی صورت میں اس کو متن پر حاوی نہیں ہونا چاہیے۔مقدمہ قاری یا طالب علم کی رہنمائی کے لئے ہے نہ کے محقق و مدون کی اپنی علمیت کے اظہار کے لئے اصل شے متن ہوتا ہے جس کے لئے مقدمہ ایک رہنما کی خدمت انجام دیتا ہے۔مقدمہ اور ابتدائیہ دونوں دیباچہ سے الگ تحریریں ہیں۔اگر کتاب میں دیباچہ اور مقدمہ دونوں ہوں تو ترتیب میں پہلے دیباچہ اور پھر مقدمہ شامل کیا جاتا ہے۔

> "کسی کتاب کا ابتدائیہ عرف عام میں "دیباچہ" کہلاتا ہے جس میں کتاب سے متعلق کچھ امور بطور تعارف لکھے جاتے ہیں کتب کے علاوہ رسائل یا کتابچوں کے شروع میں بھی اسی قسم کی عبارت ہوتی ہے دیباچے کا مقصد تصنیف کے مراحل، مقاصد اور مشکلات کو ظاہر کرنا ہوتا ہے"(۱۱)

اردو کا قدیم ترین دیباچہ

اردو ادب میں دیباچہ نگاری کی روایت بہت قدیم ہے واضح رہے کہ قدیم اردو شعراء اور ادبا جو دیباچے لکھتے رہے البتہ اس زمانے کے دستور کے مطابق یہ فارسی میں ہوتے تھے۔بلکہ یہ بھی ہوتا تھا کہ کلیات یا دیوان تو اردو غزلیات کا ہے لیکن دیباچہ فارسی کا۔

> "اسی طرح اردو شعراء کے قدیم تذکروں کے دیباچے بھی فارسی میں ہی ہوتے تھے ظاہر ہے اس طرح رسم نے ایک دن ختم ہونا ہی تھا اور کسی نہ کسی مصنف نے پہلا اردو دیباچہ لکھنے کی جرات کرنی ہی تھی"(۱۲)

اُردو کا پہلا دیباچہ

اردو ادب میں اردو میں سب سے پہلا دیباچہ عبدالرزاق قریشی کے بموجب سید عبدالولی عزلت کے اردو دیوان کا دیباچہ پہلا اردو کا دیباچہ ہے عبدالرزاق قریشی کا ایک مختصر مضمون بعنوان "اردو کا قدیم ترین دیباچہ" تحقیقی اہمیت کی بناء پر درج ذیل ہے جس میں انہوں نے عزلت کے دیباچے کو قدیم ترین دیباچہ قرار دیا ہے۔وہ کچھ یوں رقم طراز ہیں:

> "سید عبدالولی عزلت اردو کے قدیم شعراء میں شمار ہوتے ہیں ان کا کلام اردو نظم کی تاریخ کی ایک اہم کڑی ہے۔تذکروں سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ایک پر گو شاعر تھے۔اس لئے ان کے اشعار کی تعداد یقیناً بہت بڑی رہی ہو گی۔لیکن بد قسمتی سے اس کا اکثر حصہ زمانہ غارت گری میں محفوظ نہ رہ سکا۔خوش قسمتی سے ان کے دیوان غزلیات کا ایک انتخاب، ان کی ایک کتاب "راگ مالا" کے ساتھ انڈیا آفس لائبریری میں موجود ہے یہ انتخاب خود عزلت کا کیا ہوا ہے اور جو نسخہ انڈیا آفس لائبریری میں ہے وہ بھی خود شاعر کا نسخہ ہے چونکہ عزلت کا کلام قدیم اردو شاعری کو سمجھنے میں ہماری مدد کرے گا۔اس دیوان کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس کا دیباچہ

Vol.6 No.4 2023
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

اردو میں ہے ورنہ یہ رسم تھی کہ شعراء اپنے اردو دیوان کا بھی دیباچہ فارسی میں لکھا کرتے تھے اس کی اس اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ کسی اردو دیوان کا پہلا اردو دیباچہ ہے "(۱۳)

دیباچہ بھی بالعموم خیال خاطر احباب کے لئے لکھا جاتا ہے۔ اگر اکتساب یا صاحب کتاب کی غیر ضروری تعریف نہ بھی کی گئی ہو تو بھی دیباچہ نگار کو مصنف کے بارے میں کچھ نہ کچھ تعریف ضرور لکھنی پڑتی ہے اگر وہ ایسا نہ کرے تو دیباچے کا مقصد ہی ختم ہو جاتا ہے ایک اچھا دیباچہ مصنف کے لئے ایک بہترین مظہر ہوتا ہے اس کی کتاب کی پہچان ہی اس کا دیباچہ ہوتا ہے دیباچے کی تحریر سے ہی اندازہ ہو جاتا ہے کہ کتاب میں مصنف نے کیا کہا ہے اور اس میں اس کے تمام نظریات ابھر کر سامنے آتے ہیں۔

کبھی کبھی مصنف خود بھی اپنی کتاب کا دیباچہ لکھتے ہیں جس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ مصنف نے اپنی کتاب کے بارے میں کیا رائے لکھی ہے۔ کتاب کن حالات میں لکھی ہے اور مصنف کو کن دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا ہے وغیرہ۔

دیباچہ کتاب کا وہ ابتدائی حصہ ہوتا ہے جب ہم کسی لکھاری کو اپنی کتاب کا دیباچہ لکھنے کی دعوت دیتے ہیں تو دراصل اپنی کتاب کا چہرہ یار خسار اس کے سپرد کر دیتے ہیں کہ وہ اس کو خود بڑھا چڑھا کر بیان کرے تاکہ کتاب کے دیدہ و نادیدہ اوصاف نکھر کر سامنے آجائیں اور کتاب کے حسن میں مزید اضافہ ہو جائے۔

اولین باقاعدہ دیباچہ نویس۔۔۔۔ عبدالولی عزلت

اردو شاعری کے دیوان کا دیباچہ سب سے پہلے سید عبدالولی عزلت (1104ھ، 1697۔۔16 رجب 1189ھ، 14 اگست 1775ء) نے لکھا۔ "دیوان عزلت" کا صرف ایک نسخہ انڈیا آفس لائبریری، لندن میں محفوظ ہے۔

مختصر دیباچہ ہندی متخرع فقیر عزلت عفی عنہ

> "اے سنسار کے کرتار! سب خوبیاں ازل سے ابد تیں تجھے۔ یعنی آپ طاقت نہیں کہ ہماری زبان قاصر بیان سے تیری بڑائی کا حق ادا ہو سکتا ہو اور اے دوجگ کے کرتار تیرا منزہ ذات وصفاف ایسا دور باش عقلوں کا نہیں کہ جبریل اندیشے کا تیری حدیم قدس کے دور گردوں سے نسبت نزدیکی رکھتا ہو۔ تو ویسا ہے جیسا کچھ آپ سراہ چکا ہے۔ زیادہ اور کم ظرفوں کو کیا کہنا ہے اور تیرے آستان لا مکان پر افلاک جھکا ہے۔ فضولوں کو سیل عرق خجلت میں لینا ہے اور اسی طرح اس سے دور تیرے معشوق یعنی محمدؐ اور اس کی آل کو تجھ سے خود بخود پہنچ رہے ہیں۔ پس ہم ناحقوں کو تجھے ان مردود طلب کرنا کمال بے ادبی ہے مگر امتثال حکم قرآنی تیرا یا ایمان تجھ سے، ان پر نثار درود طلبی ہے تاکہ قرآن کا صدقہ ہم جن لیویں اور اسی بہانے سے پاپی پن لیویں۔۔۔ اما پچھے عجز و حمد درود کے یہ فقیر سید عبدالولی عزلت بخشئے اسے علی الحقیقت پتر حضرت سید سطر اللہ قدس سرہ کا زبان بے جوہری سے عرض کرتا ہے کہ یہ کسے چلے ہوئے دم آتش خانہ دیوان ہندی سے نکال کر اوراق پریشاں بیانی میں جمع کئے ہیں تا دوستوں پاس ہم جہاں فراموشوں کا یادگار رہے، اور اس کے سب مصرعے، سوختگی مضامین سے بزم سخن کئے گئے ہیں تاکہ چراغ معنی کے پروانہ صورتوں کی آنکھ ہمارے خیال میں اشک بار رہے اور اس کی ہر بیت بہار معنی جنوں میں مصرعوں کے دوہات سے گریبان چھاڑ رہی ہے اور ہر سطر ایک دیوانہ مضمون و جنون کو زنجیر کر سرمہ بیان سے خموشی کے پکار رہی ہے درست فکر دے کے ٹوٹے ہوئے دلوں کی پسند کرائے رب العباد بجمدہ و آلہ! لا امجاد۔ تمت!"(۱۴)

فلیپ

"فلیپ" کے لغوی معنی کوئی ایسی شے جو ایک طرف پیوست ہو۔ فلیپ "دامن" کا معنی بھی دیتا ہے جس میں آنچل یا پلو کا مفہوم چھپا ہوا ایک ایسی تحریر جو متن یا ادیب کے بارے میں ہو۔

> "فلیپ سے مراد کتاب کی جلد یا سرورق کی پشت پر لکھی گئی ایسی تحریر ہے جو متن یا ادیب کے بارے میں تعارف پر مشتمل ہو، اس پر مصنف کے مختصر حالات زندگی یا پبلشرز کی کتابوں کی منتخب فہرست یا مصنف کی دیگر کتب کے عنوان بھی درج ہو سکتے ہیں۔ اس پر مصنف کی تصویر لگانے کا رجحان بھی آج کل عام ہے۔ فلیپ اصل میں گردپوس کا اردو ترجمہ ہے کچھ عرصہ سے رواج ہے کہ

ادیب یاپبلشر اپنی کتابوں کے بارے میں تعارفی تحریریں یا مصنف اوران کے کام کے بارے میں تعارفی کلمات کو سرورق کے اندر یا کتاب کی پشت پر چھاپ دیتے ہیں تا کہ قاری ایک نظر میں کتاب اور اس کی اہمیت کے بارے میں جان سکے۔ مصنفین خود ہی مشہور شخصیات سے ایسی تعارفی تحریریں جو تحسین آمیز ہوتی ہیں لکھوا کر اپنی کتابوں کے سرورق کے اندر یا اس کی پشت پر شائع کروادیتے ہیں۔ان تحریروں کو بھی فلیپ کہا جاتا ہے اور ایسی تحریر لکھنے کیلئے فلیپ لکھنے کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔(۱۵)

ابتدائیہ

وہ مضمون جو کسی کتاب کے شروع میں ہو،افتتاحیہ، مقدمہ، دیباچہ، شروع کا، آغاز کا۔

جب بھی کوئی مضمون شروع کیا جائے اس کی ابتداء مضمون کے عنوان کو ذہن میں رکھتے ہوئے کرنی چاہیے۔

1۔ مضمون کی ابتداء کبھی بھی سرخی سے نہیں کرنی چاہیے اور نہ ہی کی جاتی ہے۔

2۔ ہمیشہ کوشش کریں کے مقالے کی ابتداء ہی مضمون کے عنوان سے اور (قوسین میں) ہو اگر ایسا ممکن نہیں تو ابتدائی چند سطور میں ایسا ضروری کرنا چاہیے۔

3۔ مضمون کا ابتدائیہ اس کے عنوان یا موضوع کا ایک مختصر تعارف ہونا ضروری ہے یہ اس کے لئے احسن ہو گا کہ اس ابتدائیے میں مضمون اور موضوع کی مروجہ تعریف (خواہ طبّی ہو، تاریخی ہو، ریاضیاتی ہو یا کوئی اور) بھی درج کی جائے تاکہ مضمون مکمل نہ کئے جا سکنے کی صورت میں بھی کم از کم اپنی برقراری کی وجہ رکھتا ہو۔

4۔ ہمیشہ کوشش کرنی چاہیے کہ اگر ممکن ہو سکے تو ابتدائیہ کم از کم الفاظ کی جسامت ضرور رکھتا ہو۔

5۔ مضمون کا ابتدائیہ اصل میں عنوان کی تعریف ہونا چاہیے یعنی جس موضوع پر وہ مقالہ لکھا جا رہا ہے اس موضوع کی لغت نما تعریف ہونا چاہیے اور تعریف کی یہ ہے کہ

زیر بحث موضوع یا مضمون یا عنوان یا لفظ کی مختصر ترین الفاظ میں کامل ترین وضاحت اس طرح کر دی جائے کہ تمام مضمون یا مقالہ پڑھے بغیر بھی مضمون کے بارے میں ایک خاکہ ذہن میں آجائے۔ تعریف کو بھی دوری نہیں ہونا چاہیے اور یہاں دوری تعریف سے مراد یہ ہے کہ تعریف میں اس عنوان یا لفظ ہی کی تکرار کر دی جائے کہ جس کی تعریف بیان کرنا مقصود ہو۔

ابتدائیہ میں ہی مصنف اپنا تعارف کرواتا ہے تا کہ اس کے خاندان اور علمی و ادبی خدمات کے بارے میں معلومات حاصل ہو سکیں۔ مصنف کی علمی اور ذہنی رسائی کا انداز بیان، طرز نگارش اور خصوصی انفرادیت بیان کی جاتی ہے اور اس کی عملی اور ادبی تحقیقی کارناموں اور نظریات پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔

سب سے پہلا مقدمہ

اولین دیباچہ و مقدمہ ساز۔۔۔فضل علی فضلی

اگر ہم لفظ مقدمہ کا جائزہ لیں تو سب سے قدیم ترین حوالہ فضل علی المتخلص بہ فضلی کی "کربل کتھا" میں ملتا ہے فضلی نے اپنی کتاب کا آغاز کرتے ہوئے یہ شعر لکھا ہے

ہیں اس مقدمے میں احادیث رونے کی
ان پر عمل کرے جو ہو بے شک نہال ہے(۱۶)

اللہ کی اگر جو مدد شامل حال ہے
دیباچہ کتاب کا دل نوں خیال ہے (۱۷)

مقدمہ اور دیباچہ کے تصور کی وضاحت ارم سلیم نے یوں کی ہے:

"اس سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ خود فضلی کے ذہن میں دیباچہ اور مقدمہ کے مقاصد اور حدود کے بارے میں ایک واضح تصور تھا۔ جبھی تو اس نے دونوں تحریروں کو الگ الگ رکھا۔۔۔اگر اس کے ذہن میں دیباچہ اور مقدمہ کے بارے میں واضح شعور نہ ہوتا تو

Vol.6 No.4 2023
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

وہ دیباچہ اور مقدمہ میں الگ الگ بیان کی گئی باتوں کو یکجا کر کے صرف مقدمہ کا عنوان بھی دے سکتا تھا لیکن اس نے ایسا نہیں کیا۔ یوں دیکھیں تو شمالی ہند میں اردو نثر کی سب سے پہلی کتاب کے مصنف کی تنقیدی جس کی داد دینا پڑتی ہے کہ اس نے جدید تنقیدی اصلاحات کے اس دور سے کئی صدیاں دوری کے باوجود بھی دیباچہ اور مقدمہ کے محل استعمال کو ملحوظ رکھا۔ شاید اس لئے دو کر مل کتھا، کے مرتب ڈاکٹر خراجہ احمد فاروقی نے اس کے مطبوعہ نسخے (دہلی 1961ء) میں دیباچہ اور مقدمہ کے جداگانہ عنوانات قائم کئے"۔(۱۸)

"مقدمہ الجیش"(Vanguard) کا ذکر بھی دلچسپی کا حامل ہے یہ فوج کے آگے آگے چلنے والا ایک حفاظتی دستہ ہوتا ہے جو راستے کی دشواریوں اور سفر میں پیش آنے والے دشمن کے محاذ کے متعلق اپنی فوج کی رہنمائی کرتا ہے۔ اسی سے "مقدمہ الکتاب" استعارہ کیا گیا ہے مقدمۃ الجیش کا انطباق ادبی مقدمے پر کرتے ہوئے مولوی محمد حبیب الرحمٰن شیروانی "مقدمہ کیا ہے" کے ذیل میں لکھتے ہیں:

"اصل میں تو "مقدمہ" لیا گیا ہے مقدمہ الجیش سے۔ جب ہم صاحب جیش تھے تو مقدمۃ الجیش کو خوب سمجھتے تھے کہ کیا ہے۔ اب نہ جیش اور نہ مقدمۃ الجیش۔۔۔ روزمرہ کے مشاہدے سے مدد لیجئے۔ آپ جب کاروبار کر کے کسی ممتاز مرکز پر گزریں گے تو دیکھیں گے کہ دونوں کے سامنے ایک حصہ سلیقے اور دلفریب طریقے سے آراستہ اور سب سے اول دیدہ نواز ہو گا یہ اپنی دلفریبی سے نگاہ کو اپنی جانب متوجہ کرے گا اور متوجہ ہونے پر جب نگاہ تفصیل کی جویا ہو گی تو وہ بتائے گا کہ آپ کو جو جنس دوکان میں ملے گی، وہ کیا ہے بعینہ یہی حال ایک کتاب کے مقدمے کا ہے کہ وہ آپ کو دلکش طریقے سے بتاتا ہے کہ کتاب میں کیا ہے؟"(۱۹)

آخر کار سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مقدمہ ہے کیا؟ اس کا مفہوم کیا ہے؟ اس کی تعریف کیا ہے۔ اس کی تنقیدی اہمیت کیا ہے؟ اسی نکتہ نظر سے ارم سلیم نے ممتاز محقق رشید حسن خان سے ایک انٹرویو کیا جو ان کی کتاب "اردو میں مقدمہ نگاری کی روایت" میں شامل ہے رشید حسن خان نے فرمایا:

"یہ جو دو لفظ بار بار آتے ہیں، مقدمہ اور دیباچہ ان میں فرق ہے اور یہ فرق پرانے لوگوں نے قائم کیا ہوا تھا، آج کل مشکل یہ ہوئی ہے کہ ہم اصطلاحوں میں عام طور پر غلط بحث کرنے لگے ہیں۔ ایک جگہ کی اصطلاح دوسری جگہ اور دوسری جگہ کی اصطلاح تیسری جگہ استعمال ہوتی ہے۔ یہاں یہ بھی یہی ہوا کہ ہم مقدمہ کی جگہ دیباچہ کہہ دیتے ہیں اور دیباچہ کی جگہ مقدمہ حالانکہ یہ دونوں الگ چیزیں ہیں آپ یوں دیکھئے کہ عربی کی مشہور ترین کتاب "تاریخ ابن خلدون" کی پہلی جلد جس کا نام مصنف نے مقدمہ رکھا تھا اور اب یہ مقدمہ ابن خلدون کے نام سے مشہور ہے۔ یہ پوری کتاب ہے اور اس میں اس نے تاریخ نویسی کے اصول درج کئے ہیں کہ تاریخ کیا ہے؟ تو بات یہ سامنے آتی ہے کہ مقدمہ وہ طویل حصہ ہے جس میں اس کتاب سے متعلق یا جس موضوع پر وہ کتاب ہے (فرض کریں ایک تنقیدی کتاب ہے یا اصول تحقیق پر لکھی گئی ہے، یا کسی اور ایسے ہی اہم علمی موضوع پر کتاب ہو جیسے تاریخ نویسی یا عمرانیات) مصنف یہ چاہتا ہے کہ ان علوم کے متعلق۔ جو اس کا نقطہ نظر ہے اور جس کی روشنی میں اس نے کتاب لکھی ہے۔ کتاب پڑھنے والا پہلے اس سے واقف ہو جائے، تاکہ اس کی روشنی میں کتاب پڑھے"(20)

جب ان لفظ مقدمہ کے مآخذ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو رشید حسن نے فرمایا:

"یہ عربی کی اصطلاح ہے جو دوسری زبانوں کی کتابوں کے ساتھ ساتھ اردو میں بھی بہت استعمال ہوتی ہے۔ اور اس کا تعلق "مقدمہ الجیش" سے ہے۔ جیش کہتے ہیں لشکر کو جب لشکر بادشاہی چلا کرتا تھا تو لشکر سے پہلے ایک فوجی ٹکڑی ہوتی تھی جو آگے چلتی۔ راستہ دیکھتی اور فوج کے ٹھہرنے کا انتظار بھی کرتی تھی۔ اصل فوج سے آگے چلنے والی ہراول فوج کو "مقدمۃ الجیش" کہتے تھے اس نسبت سے یہ مقدمہ کا لفظ آیا ہے"(21)

مقدمہ کی غرض و غایب کے حوالے سے رشید حسن خان لکھتے ہیں:

Vol.6 No.4 2023
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

"جب کوئی مصنف بعض چیزوں سے پڑھنے والے کو مطلع کرنا چاہتا ہے۔ بالخصوص وہ جو کتاب کے پس منظر سے متعلق ہوں تب وہ مقدمہ لکھتا ہے جب وہ ضمنی طور پر صرف یہ بتانا چاہتا ہے کہ یہ کس لئے لکھی؟ مختصراً تو وہ دیباچہ لکھتا ہے۔ گویا ہم سادہ لفظوں میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ مقدمہ وہ تحریر ہے جیسے کوئی مصنف کتاب کے شروع میں شامل کرتا ہے۔اس میں کبھی تو اس کتاب کے متعلقات زیر بحث آتے ہیں۔ جن کے متعلق وہ یہ چاہتا ہے کہ پڑھنے والے کو یہ پوری طرح معلوم ہو جائیں۔ کبھی موضوع کتاب کے متعلق بعض اصولوں اور تحقیقات کا بیان ہوتا ہے کہ پڑھنے والے پوری طرح ان سے واقف ہو جائے۔ بر خلاف اس کے دیباچہ مختصر تحریر ہے اور اس کا وہ مقصد بھی نہیں جو مقدمہ کا ہوتا ہے۔اس کا مقصد محدود ہوتا ہے، مختصر اور سادہ ہوتا ہے۔"(22)

مقدمہ کا لفظ ہمارے ہاں کتاب کے جملہ محاسن کی نشاندہی کے لئے استعمال ہوتا رہا ہے۔اس لفظ سے یہ بھی متبادر ہوتا ہے کہ یہ لفظ اس تحریر کے لئے مستعمل ہے جو کتاب کے اصل متن کے آغاز سے پہلے کتاب کے بارے میں اختصاراً کچھ معلومات فراہم کرنے کیلئے لکھی جاتی ہے کبھی کبھی یہ مقدمہ خود مصنف لکھتا ہے لیکن زیادہ تر مقدمہ لکھنے کے لئے کسی دوسری معروف شخصیت کا انتخاب کیا جاتا ہے۔

ہمارے دینی، ادبی اور تاریخی ادب میں مقدمہ کا لفظ بہت استعمال ہوا ہے اردو کی ادبی تاریخ میں مولوی عبدالحق (بابائے اردو) اتنے مقدمے لکھے کہ ان کی یکجا طباعت ہوئی تو ایک ضخیم کتاب بن گئی جس کا نام "مقدمات عبدالحق" رکھا گیا۔

"مقدمات عبدالحق" کی اردو ادب میں خاص اہمیت ہے کہ اس میں مقدمہ نگاری کا ایک اسلوب خاص ایجاد ہوا ہے۔ اگرچہ ہماری زبان میں مقدموں اور دیباچوں کی کمی نہیں مگر مقدمہ نگاری کو ایک خاص فن بنانے والے صرف عبدالحق ہیں۔ بعض لوگ مقدمہ نگاری کو آسان چیز سمجھتے ہیں مگر یہ ان کی بھول ہے۔ تبصرے اور علمی مقالے کے مقابلے میں مقدمہ نگاری کی ذمہ داریاں اور دشواریاں بہت زیادہ ہیں۔ جن پر عموماً غور نہیں کیا جاتا مقدمہ دراصل تبصرے سے طویل تر اور علمی مقالے سے مختصر جسم کا مضمون ہوتا ہے۔ جو لوگ مقدمے فخامت اور ہیت کا خیال نہیں رکھتے وہ عموماً مقدمے کو بے حد تشنہ یا بے حد خشک بنا دیتے ہیں۔ مقدمہ نگاری میں تنقید جیسی خشک چیز بھی دلچسپ ہو کر سامنے آنی چاہیے ورنہ کتاب کا تعارف ناکام رہے گا اسی طرح مقدمہ تبصرہ بھی نہیں ہوتا تبصرے میں جزئیاتی تفصیل قدرے طویل تر ہوتی ہے اور اس کے مطالعے کے لئے قدرے طویل وقت کی گنجائش ہے۔ مقدمے کو جزئیاتی تفاصیل سے گراں بار نہ ہونا چاہیے۔

مولوی عبدالحق نے ان سب رعایات کو مدنظر رکھا ہے اور اس معاملے میں بہت کم لوگ ان کے درجے تک پہنچ سکے ہیں۔ عبدالحق کے مقدمات تاریخ ادب اردو کے بعض اہم اختلافی مسائل میں قول فیصل کا درجہ رکھتے ہیں۔اس کے علاوہ انہوں نے مقدمات کے تنقیدی حصے میں اپنے ادب کو اس کے اپنے مخصوص مزاج اور ماحول کے مطابق جانچا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ نئے انداز تنقید کو نظر انداز نہیں کیا۔انہوں نے عقلی اور تاثراتی انداز نظر کو یکساں طور سے برقرار رکھا ہے۔

مقدمات عبدالحق میں سب سے اہم وہ مقدمے ہیں جو خود ان کی مرتب کی ہوئی کتابوں پر لکھے گئے ہیں۔ یہ کتابیں اردو کے قدیم کلاسیکی ادب سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان کتابوں پر مولوی صاحب کے مقدمے تحقیقی اور تنقیدی نقطہ نظر سے روشنی ڈالتے ہیں جس سے ان کی کتابوں کے مصنفوں کے حالات، شخصیت ماحول اور ادبی مرتبے کے تمام خدوخال واضح ہو جاتے ہیں ان مقدمات میں مولوی صاحب کے ذوق تحقیق نے عہد ماضی کے بیشتر مخفی حقائق کی نقاب کشائی کی ہے۔ جس کے نتیجے میں ہماری ادبی اور تہذیبی تاریخ میں انقلاب آفرین اضافے ہوتے ہیں اور مستقبل کے مورخین و محققین کے لئے راہیں صاف ہو گئی ہیں۔

مولوی عبدالحق نے میری تقی میر پر دو معرکۃ الآرا مقدمے لکھے ہیں ایک ان کے انتخاب کلام میر پر ہے اور دوسرا میر کی خود نوشت، سوانح حیات، "ذکر میر" پر ہے یہ مقدمے آج سے برسوں پہلے لکھے ہیں لیکن ان میں میر کی زندگی، شخصیت اور شاعرانہ مرتبے پر پورے اطمینان سے دوٹوک انداز میں تحقیق کی ہے اور تنقیدی بصیرت سے خیال افروز فیصلے دیئے ہیں۔

میر امن کی "باغ و بہار" پر لکھا گیا مقدمہ تحقیق اعتبار سے مولوی عبدالحق کا نہایت اہم مقدمہ ہے اس مشہور داستان کے ماخذ پر بحث کے بعد انہوں نے جو نتیجہ اخذ کیا ہے وہ آج تک بھی حرف آخر کی حیثیت رکھتا ہے۔

ذہین میں کچھ اس طرح کی کیفیت مقدمات عبدالحق کے مطالعے کے بعد پیدا ہوتی ہے اگر آپ نے کس کتاب کے سلسلے میں مولوی صاحب کا مقدمہ دیکھ لیا ہے تو پھر مطالعے کا یہ نشہ آسانی سے نہ اترے گا خمار سا طاری رہے گا آپ اپنے آپ کو اصل کتاب پڑھنے پر مجبور پائیں گے۔ بات دراصل یہ ہے کہ مولوی صاحب کا مقدمہ موضوع کی حد تک قاری کو سراب کرتا ہے لیکن اس درجے بھی نہیں کہ قاری کتاب پڑھنے سے غافل ہو جاتا ہے۔ مولوی صاحب خوب جانتے ہیں کہ مقدمہ کتاب کا اصل نہیں بلکہ قاری کو

Vol.6 No.4 2023
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

کتاب اور اس کے نفس مضمون تک پہنچانے کا وسیلہ ہی رہنے دیتے ہیں ان کے مقدمات کے مطالعے کے بعد قاری میں اصل کتاب کے مطالعے کا ذوق وشوق کم نہیں ہوتا بلکہ کچھ اور بڑھ جاتا ہے۔

اردو ادب سے تعلق رکھنے والے ایسے لوگ بے شمار ہیں جنھوں نے قابل ذکر مقدمے اور دیباچے تحریر کئے ہیں ان میں احسان دانش، جمیل الدین عالی، احمد ندیم قاسمی، تابش دہلوی، ڈاکٹر انور سدید، پروفیسر سحر انصاری، پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفی خاں، ڈاکٹر سلیم اختر، ڈاکٹر طاہر تونسوی، ڈاکٹر وزیر آغا، امجد اسلام امجد، رئیس امروہوی، زہرہ نگار، ڈاکٹر ابواللیث صدیقی، کشور ناہید ادا جعفری، فیض احمد فیض، عطاء الحق قاسمی، جمیل جالبی، رشید حسن، فہمیدہ ریاض اور دیگر بے شمار ادبی شخصیات ایسی ہیں جن سے مصنفین تقریظ لکھوا کر مطمئن ہو جاتے ہیں۔ مقدمہ نگاری ادب کی اہم اور مقبول صنف ہے۔ شائع ہونے والی ہر کتاب نہیں تو ہر دوسری میں مقدمہ کتاب کا مطالعہ کرنے والوں کے لئے مدد ومعاون ہوتی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ سید احمد، دہلوی، فرہنگ آصفیہ، مکتبہ حسن سہیل لمیٹڈ، اردو بازار، جلد چہارم، لاہور ص:384تا385
۲۔ حسن اللغات (جامع) فارسی۔اردو، اورینٹل بک سوسائٹی گیٹ روڈ لاہور، ص846
۳۔ دکتر سید باحیدر شہر یار نقوی، فرہنگ (اردو فارسی) انتشارات مرکز تحقیقات فارسی ایران وپاکستان، اسلام آباد، ص553
۴۔ مولانا، وحید الزماں قاسمی، کیرانوی، القاموس الجدید، اُردو، عربی لغت (اضافہ شدہ ایڈیشن)، ادارہ اسلامیات پبلشرز، بک سیلرز، ایکسپورٹرز، 190انارکلی، لاہور، ص987
۵۔ مولوی، سید تصدق حسین رضوی، لغات کشوری، سنگ میل پبلی کیشنز چوک اردو بازار، لاہور، ص489
۶۔ مولوی نور الحسن نیر، نور اللغات، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، جلد سوم، ص1310
۷۔ ڈاکٹر جمیل جالبی، قومی انگریزی اردو لغت، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ص2222
۸۔ محمد خاں اشرف، ڈاکٹر، اشرف اللغات (مرتب: عظمت رباب)، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ص469
۹۔ محمد خاں اشرف، ڈاکٹر، اشرف اللغات (مرتب: عظمت رباب)، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ص26
۱۰۔ گیان چند، ڈاکٹر، تحقیق کا فن، روھی بکس، بہاولپور، ص254-255
۱۱۔ "قومی زبان"۔۔۔ کراچی، اکتوبر1982ء
۱۲۔ ارم سلیم، اردو میں مقدمہ نگاری کی روایت، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، 1987ء، ص118
۱۳۔ ایضاً، ص119
۱۴۔ اردو کا قدیم ترین دیباچہ، مطبوعہ "نوائے ادب"، بمبئی، اکتوبر1957ء
۱۵۔ محمد خاں اشرف، ڈاکٹر، اشرف اللغات (مرتب: عظمت رباب)، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ص369
۱۶۔ فضل احمد فضلی، کربل کتھا، مرتبہ ڈاکٹر محمد احسان الحق، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، س۔ن، ص34
۱۷۔ ایضاً، ص۱۱۸
۱۸۔ ارم سلیم، اردو میں مقدمہ نگاری کی روایت، 1987، ص28،29
۱۹۔ "مقدمات عبدالحق" مرتب: مرزا محمد بیگ، مکتبہ ابراہیمیہ، حیدر آباد، 1931ء
۲۰۔ ارم سلیم، اردو میں مقدمہ نگاری کی روایت، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، 1987ء، ص31،32
۲۱۔ ارم سلیم، اردو میں مقدمہ نگاری کی روایت، 1987، ص32
۲۲۔ ایضاً، ص،۳۲